مخصوص ایام میں عورت غسل کرسکتی ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Nor.12342 تاریخ:11-08-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے یہاں کے دیہی علاقوں میں خواتین میں یہ بات عام ہے کہ عورت مخصوص ایام میں نہیں نہاسکتی۔اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

"عورت مخصوص ایام میں نہیں نہاسکتی" یہ ایک عوامی غلط فہمی ہے، بلکہ بدبو یا میل زائل کرنے یا ٹھنڈک کے لیے نہانے میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ جب تک خون بند ہونے کا درست وقت نہیں پایا جائے گا، نہا کر پاکی حاصل نہیں ہوگی، لیکن صفائی ستھرائی کے لیے کوئی مضائقہ نہیں۔یہ جو سوال میں درج ہے کہ لوگوں میں مشہور ہے، شریعتِ مطہرہ میں اس بات کی کوئی اصل نہیں، بلکہ اس کے برعکس شریعت میں کچھ خاص مواقع پر عورت کو اگرچہ وہ حیض یا نفاس کی حالت میں ہو، غسل کرنے کی ترغیب ہے، جیساکہ احرام باندھتے وقت غسل کرنا مستحب ہے، لہذا اگر حیض یا نفاس والی عورت حج یا عمرہ کا احرام باندھ رہی ہو، تو اس کے لیے بھی یہ غسل مستحب ہے، بلکہ اس کی حلت پر فقہائے مجتہدین کا اتفاق ہے۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ پہنچ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ سیدتنا اسماء بنتِ عمیس کے ہاں سیدنا محمد بن ابی بکر کی ولادت ہوئی اور نفاس جاری تھا، تو چونکہ اہلِ مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے، لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ غسل کر کے احرام باندھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اگر حیض یا نفاس والی عورت کو ان ایام میں غسل کرنا منع ہوتا، تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حکم کیسے ارشاد فرماتے؟

واضح رہے کہ یہ جواب شرعی نقطہ نظر سے ہے، البتہ اگر کسی عورت کے لیے طبی نقطہ نظر سے ان ایام میں غسل کرنا مضرِ صحت ہو، تووہ اپنے معالج کی ہدایات پر عمل کر سکتی ہے۔

نفاس کا خون جاری ہونے کی حالت میں غسل کرنے کی اجازت ہے، جیسا کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”نفست اسماء بنت عميس بمحمد بن ابی بكر بالشجرة فامر رسول الله صلى الله عليه و سلم ابا بكر يامرها ان تغتسل وتهلّ “یعنی حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کو محمد بن ابی بکر کی ولادت کے سبب نفاس جاری ہو گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو حکم دیا کہ وہ حضرت اسماء کو غسل کر کے احرام باندھنے کا کہیں۔

(الجامع الصحیح للامام مسلم، ج1، ص385، مطبوعہ کراچی)

اس کے تحت علامہ شرف الدین نووی شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”وفيه صحة احرام النفساء والحائض واستحباب اغتسالهما للاحرام وهو مجمع على الامر به لكن مذهبنا ومذهب مالك وابی حنيفة والجمهور انه مستحب وقال الحسن واهل الظاهر: هو واجب “یعنی اس روایت میں حیض ونفاس والی کے احرام صحیح ہونے نیز ان دونوں کے لیے غسلِ احرام کے مستحب ہونے پر دلیل موجود ہے اور اس معاملے میں اجماع ہے، مگر ہم شوافع، مالکیہ، احناف اور جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ یہ غسل مستحب ہے اور امام حسن بصری علیہ الرحمۃ اور ظاہریہ کا قول وجوب کا ہے۔ **(المنہاج شرح الصحیح لمسلم بن الحجاج، ج1، ص385، مطبوعہ کراچی)**

امام ابو داؤد و امام ترمذی علیہ الرحمۃ دونوں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واللفظ للترمذی ”ان النفساء والحائض تغتسل وتحرم وتقضی المناسك كلها غير انها لا تطوف بالبيت “یعنی نفاس اور حیض والی عورت غسل کر کے احرام باندھے اور سوائے طوافِ بیت اللہ کے باقی تمام مناسک ادا کرے۔

(الجامع السنن للترمذی، ج3، ص281، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

احرام کے غسل سے متعلق تبیین الحقائق، حاشیہ شرنبلالی اور منحۃ الخالق میں ہے: واللفظ للاول ”والمراد بهذا الغسل تحصيل النظافة وإزالة الرائحة لا الطهارة حتى تؤمر به الحائض والنفساء۔۔۔ ولا يتصور حصول الطهارة لها “یعنی احرام کے غسل سے مراد نظافت کا حصول اور بدبو کو دور کرنا ہے، طہارت مقصود نہیں، یہاں تک کہ

حیض و نفاس والی کو بھی اس غسل کا حکم ہے، حالانکہ اس حالت میں ان کا غسل کر کے پاک ہونا، ممکن نہیں۔

اس کے تحت حاشیہ شلبی میں ہے: ”(قولہ والمراد بھذا الغسل الخ) قال الاتقانی: وھذا الغسل اعنی غسل الاحرام لیس بواجب ولکنہ من باب التنظیف کما فی الجمعۃ بدلالۃ اغتسال الحائض والنفساء ، ملتقطاً“یعنی علامہ اتقانی کا فرمانا ہے کہ غسلِ احرام واجب نہیں، بلکہ یہ صفائی ستھرائی کی قبیل سے ہے، جیسا کہ غسلِ جمعہ کا معاملہ ہے اور اس کی دلیل حیض و نفاس والی کے لیے اس غسل کا سنت ہونا ہے۔

(تبیین الحقائق وحاشیۃ الشلبی، ج2، ص08، مطبوعہ ملتان)

امداد الفتاح میں ہے: ”وسنن الحج: منھا الاغتسال ولو لحائض ونفساء او الوضوء اذا اراد الاحرام“ یعنی حج کی سنتوں میں سے ایک سنت احرام باندھتے وقت وضو یا غسل کرنا ہے، اگرچہ وہ حیض یا نفاس والی عورت ہو۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص688، مطبوعہ کوئٹہ)

بحر الرائق میں ہے: ”(قولہ واذا اردت ان تحرم فتوضا والغسل افضل) قد تقدم دلیلہ في الغسل وھو للنظافۃ لا للطھارۃ فیستحب في حق الحائض أو النفساء والصبي “یعنی جب تمہارا احرام باندھنے کا وقت ہو، تو وضو کرو اور غسل افضل ہے اور غسل کی دلیل پیچھے گزر چکی ہے اور یہ غسل نظافت کے لیے ہے، طہارت کے لیے نہیں، لہذا حیض و نفاس والی عورت اور بچے کے حق میں یہ غسل مستحب ہے (پھر دلیل میں اوپر مسلم شریف کی ذکر کردہ روایت بیان کی ہے)۔ **(البحر الرائق، ج2، ص344، مطبوعہ المکتب الاسلامی)**

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”جب وہ جگہ (یعنی میقات) قریب آئے، مسواک کریں اور وضو کریں اور خوب مَل کر نہائیں، نہ نہا سکیں تو صرف وضو کریں، یہاں تک کہ حیض و نفاس والی اور بچے بھی نہائیں اور با طہارت احرام باندھیں۔“ **(بہار شریعت، ج1، حصہ6، ص1071، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

12محرم الحرام1444ھ/11اگست2022ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے